مدارِ نجات

از

مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی مئو (یوپی)

شائع کردہ: ادارہ، ماہنامہ سنی آواز، ناگ پور ۱۸
محمد حنیف ابن میراں صاحب نقارچی
زیرِ اہتمام
بزمِ فیضانِ رضا طلبہ دار العلوم محبوبِ سبحانی
نیو مل روڈ، بازار وارڈ، کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۰

حجۃ الاسلام نمبر ۹۷ سنی آواز۔ ناگپور
مدارِ نجات
از
مولانا رضوان احمد صاحب نوری شریفی
شیخ الادب دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی مئو (یوپی)
شائع کردہ: ادارہ، ماہنامہ سنی آواز، ناگ پور ۱۸
محمد حنیف ابن میراں صاحب نقارچی
زیرِ اہتمام
بزمِ فیضانِ رضا طلبہ دار العلوم محبوبِ سبحانی
نیو مل روڈ، بازار وارڈ، کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۰
جولائی تا اگست ۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ایمان ایسی نعمت ہے جس پر آخرت کا سارا عیش و آرام اور دائمی عذاب سے نجات موقوف ہے اگر ایمان محفوظ ہے تو کوئی کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ بالآخر بخشا جائیگا، اسکو دائمی عذاب سے نجات ملے گی اور جنت کی بہاریں اسکے حصے میں آئینگی۔ مگر ایمان اگر ضائع ہو جائے تو اسکے لئے قطعاً بخشش نہیں ہے اور دائمی عذاب میں گرفتار ہوگا۔ جس سے کبھی رہائی نہیں مِل سکتی ۔ اس عذاب سے تجوریوں میں رکھا ہوا مال، دنیا کی رشتہ داری، دوست واحباب اور عوام الناس کی خوشنودی، جھوٹے قائدین والدین اور اولاد انمیں سے کوئی بھی نجات نہیں دلا سکتا۔ بلکہ جھوٹے قائدین کل قیامت کے دن اپنے ماتحتوں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ الٰہی ہم نے ان کو گمراہ نہیں کیا تو ماتحت تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہم سب پھر جاتے تو ان سے ہم بھی اسی طرح بیزاری ظاہر کرتے جس طرح سے یہ آج کر رہے ہیں۔ اسی کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے "واذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب و تقطعت بھم الاسباب وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منھم کما تبرؤا منا" (جب بیزار ہونگے پیشوا اپنے پیروں سے اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے انھوں نے ہم سے توڑ دی)

لہٰذا ایمان کی حفاظت ایک مسلمان کا اولین فرض ہے دنیوی واہ واہی، دوست واحباب کی خوشنودی، عوام میں ہر دلعزیزی کیلئے ایمان جو اصل پونجی ہے اسے ضائع نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ برادران اسلام کو چاہیئے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں اور وہی نظریات

و اعتقادات رکھیں جو صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کے تھے مگر افسوس کہ آج اور آج سے پہلے بھی ایسے لوگ تھے اور ہیں جو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ایسے جملے استعمال کرتے ہیں جو انتہائی مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں۔

مجدد دین و ملت اعلیحضرت امام احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے بارے میں کوئی یہ کہتا ہے کہ ان کے فتویٰ تکفیر کا کیا اعتبار، ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیا، انکی مشین میں صرف کفر کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ اعلیحضرت نے سوائے فساد پھیلانے کے اور کیا کیا ہے؟ اور کوئی کہتا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی کو کافر کہہ دیا مگر اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہیں کہا بلکہ کف لسان کیا حالانکہ اسکا کفر بھی صریح ہے لہٰذا ہم اشرف علی وغیرہ کو کافر کیوں کہیں گے؟

علمائے اہل سنت کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ صرف کافر بناتے ہیں مسلمان نہیں بناتے نوبت بایں جا رسید کہ اگر کوئی عالم دین صدائے حق بلند کرتا ہے مذہب اہل سنت کی حفاظت کرتے ہوئے اسکی ترویج و اشاعت کرتا ہے تو اس عالم دین سے اگر کسی کو ذاتی پرخاش ہے یا کسی طرح کی اسکے دل میں کدورت ہے تو اس عالم دین کے خلاف سرگرم عمل نظر آتا ہے، اس سے عوام کو بدگمان کرنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ دین کے معاملہ اسکی حمایت کرے مگر نفسانیت مانع بن جاتی ہے۔ اسلئے عالم دین سے کدورت رکھنے والا اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس سے بدگمان کرتا ہے اور ایسی باتیں کرتا ہے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عالم دین نے عبث اور بیکار کام کیا ہے

الغرض اعلیحضرت قدس سرہٗ اور علمائے اہل سنت کے بارے میں جو نازیبا جملے استعمال کئے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ دلخراش، لرزہ خیز اور روح فرسا جملے سن کر کوئی قوم مسلم کا ہمدرد اور بہی خواہ ضرور فکر مند ہوگا۔ کہ قوم مسلم کو ان ایمان سوز جملوں سے باز رکھا جائے اور ان کے سامنے حق و باطل کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے حق و باطل میں امتیاز کر سکیں اور جان لیں کہ وہ جن جملوں کو استعمال کر رہے ہیں کس قدر مہلک اور خطرناک ہیں۔

لہٰذا یہ کتاب بغیر کسی دنیوی غرض کے خالصۃً لوجہ اللہ محض لوگوں کی رشد و ہدایت کیلئے تحریر کی گئی ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ سب سے پہلے تعصب کی عینک اتار لیں اور رشتہ داری، دوستی اور پیری مریدی کے رشتہ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کا خوب غور سے مطالعہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو عقل کی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اس سے فیصلہ کریں۔ اور جو حق سمجھ میں آئے اسکو قبول کرتے ہوئے باطل سے دور رہیں۔

رضوان احمد نوری شریفی

ایمان کس کو کہتے ہیں؟

حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور و معروف کتاب شرح عقائد النسفی جو عرصۂ دراز سے تمام مدارس اسلامیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس میں ایمان کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے "اِنَّ الْاِیْمَانَ فِی الشَّرْعِ ھُوَ التَّصْدِیْقُ بِمَا جَاءَ بِهٖ الرَّسُوْلُ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَیْ تَصْدِیْقُ النَّبِیِّ بالقلب فِیْ جَمِیْعِ مَا عُلِمَ بالضرورۃ مَجِیْئُهٗ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِجْمَالًا ص ۱۱۹"۔ (یعنی شریعت میں ایمان کہتے ہیں سچے دل سے ان تمام باتوں کی اجمالاً تصدیق کرنے کو جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل سے ان تمام باتوں میں اجمالاً تصدیق کرنا جن کے بارے میں بدیہی طور پر معلوم ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔)

ابھی میں نے جو عبارت نقل کی ہے اس میں **الضرورۃ** کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب سمجھنے کے بعد ہی آپ واضح طور پر ایمان کا مطلب سمجھیں گے۔ شرح عقائد النسفی کی مشہور و معتبر شرح **اَلنِّبْرَاسْ** جو اپنے وقت کے محقق علامہ عبد العزیز فرہاری قدس سرہٗ کی تصنیف ہے۔ اس میں **الضرورۃ** کا مطلب بتاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "قیل المراد بالضرورۃ مایقابل الاستدلال فالضروری کالمسموع من فم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اوالمنقول عنہ بالتواتر کالقرآن والصلوات الخمس وصوم رمضان وحرمۃ الخمر والزنا وقیل اراد بالضرورۃ الاشتہار بین الخاصۃ والعامۃ ضروریا کان الحکم او استدلالیا واورد علیہ انہ یلزم عدم التکفیر من ینکر الحکم القطعی غیر المشتہر بین العامۃ کحد القذف قد یجاب بتفسیر الخاصۃ المجتہدین والعامۃ بسائر العلماء وکتب الشارح علی ھوامش الکتاب ان المراد بالضرورۃ الیقین فلایکفر

بانکار الظنی کالثابت بالاجتہاد او خبر الواحد۔"

اس عبارت میں ضرورت سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلہ میں تین اقوال پیش کئے گئے ہیں پہلے قول میں ضرورت سے بداہت ہے یعنی کسی چیز کا علم بغیر نظر و فکر کے حاصل ہونا دوسرے قول میں ضرورت سے مراد مجتہدین و دیگر علماء یا علماء اور علماء کی صحبت سے شرفیاب ہونے والے عوام کے درمیان مشہور ہونا ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے المعتقد المنتقد کے حاشیہ المستند المعتمد میں فرد دات کا مطلب یہ بتایا ہے کہ جس کو خاص اور عام لوگ جانتے ہوں جو خواص یعنی علماء کی صحبت میں رہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں" والمحققون لایکفرون الا بانکار ما علم من الدین ضرورۃ بحیث یشترک فی معرفتہ الخاص والعام المخالطون للخواص۔" ——— تیسرے قول میں ضرورت سے مراد یقین ہے۔ پس پہلے قول کی بنیاد پر وہ چیز جس کا علم بغیر نظر و فکر کے حاصل ہوتا ہے اسکو ضروری کہتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دین کی کوئی بات سنی گئی ہو یا وہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے لوگوں نے نقل کیا ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو جیسے قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، نماز پنجگانہ، رمضان کے روزے، فرض ہیں، شراب اور زنا حرام ہے۔ ——— دوسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد وہ حکم ہے جو خواص (مجتہدین) اور عوام (باقی تمام علمائے دین) کے درمیان یا علماء اور علماء کی صحبت سے شرف یاب ہونے والوں کے درمیان مشہور ہو خواہ وہ حکم نظری ہو یا بدیہی۔

تیسرے قول کی بنیاد پر ضروری سے مراد یقینی ہے۔ بہر حال ضروری کا مطلب یا تو بدیہی ہے یا مشہور یا یقینی۔ لہٰذا ان تمام عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان نام ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں میں سچے دل سے تصدیق کرنا جن باتوں کے بارے میں بدیہی یا یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان باتوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لائے ہیں۔ یا ان باتوں کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے لانا مجتہدین و علمائے دین یا علماء اور علماء کی صحبت سے شرفیاب ہونے والوں کے

درمیان مشہور ہے۔ ایسی تمام باتوں کو ضروریات دین کہتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک بات کو ضروری دین کہتے ہیں۔

یہیں سے کفر کا مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے یعنی تمام ضروریات دین کا انکار یا بعض ضروریات دین کا انکار کفر ہے۔ اور انکار کرنے والے کو کافر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اس شخص کو بھی کافر کہا جاتا ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق تو کرتا ہے مگر اسکے اندر ضروریات دین کی مخالفت اور انکار کی علامت و نشانی موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی طرح عقائد نسفی میں ہے۔ فلو حصل ھٰذا المعنی لبعض الکفار کان اطلاق اسم الکافر علیہ من جھۃ ان علیہ شیأ من امارات التکذیب والانکار کما لو فرضنا ان احدا اصدق بجمیع ما جاء بہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اقرّ بہ وعمل بہ ومع ذلک شد الزنار بالاختیار او سجد للصنم بالاختیار نجعلہ کافراً لما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل ذلک علامۃ للتکذیب والانکار لان کونہ علامۃ للتکذیب ثابت بالاجماع والاجماع حجۃ بالحدیث۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ (اگر یہ معنی یعنی بعض کافر تمام ضروریات دین کی تصدیق کرتے ہوں تو اس کو کافر اس اعتبار کہا جائے گا کہ ان کے اندر تکذیب (جھٹلانے) کی کوئی علامت پائی جارہی ہے۔ جیسے فرض کیجئے کہ ایک شخص نے تمام ضروریات دین کی تصدیق کی ان کا اقرار بھی کیا اور ان پر عمل بھی پھر بھی اس نے بلا اکراہ شرعی اپنی مرضی سے زنار (جنیو) باندھ لیا یا بت کو بلا اکراہ شرعی سجدہ کر لیا تو اسکو کافر قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکو تکذیب اور انکار کی علامت قرار دیا ہے اسلئے کہ اس کا تکذیب کی علامت کا ہونا اجماع سے ثابت ہے (اور اجماع حدیث کی روشنی میں حجت اور دلیل ہے۔)

اسی لئے جب کوئی مسلمان ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر یا مخالف ہوتا ہے تو اسکو کافر کہا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ باقی تمام ضروریات دین کی تصدیق کرتے ہوئے پوری زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دے۔ چنانچہ فقہ اسلامی کی مشہور و مستند کتاب ردالمحتار جو تمام دارالافتاء میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اور فتوی لکھتے وقت اسکے حوالے

بھی دیئے جاتے ہیں اسمیں لکھا ہوا ہے۔ "لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اہل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کمافی شرح التحریر" (یعنی ضروریات اسلام میں سے کسی چیز میں مخالفت کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ اسکے کافر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اگرچہ اہل قبلہ سے ہو یعنی قبلہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتا ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں ہے۔) اور "شرح فقہ اکبر" جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "فقہ اکبر" کی شرح ہے۔ جسکے شارح حضرت علامہ محقق مدقق ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اسمیں ہے "فی المواقف لایکفر اہل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ او المجمع علیہ کا ستحلال المحرمات اھ ولا یخفی ان المراد بقول علمائنا لایجوز تکفیر اہل القبلۃ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی فان اللہ تعالیٰ ارسلہ الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بعضھم قالوا انہ الٰہ وان صلوا الی القبلۃ لیسوا مؤمنین وھذا ھو المراد بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک مسلم مختصرًا" (یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جائیگا مگر اس وقت جبکہ ضروریات دین یا اجماعی باتوں میں سے کسی بات کا انکار کریں گے تو کافر کہا جائیگا۔ جیسے حرام کو حلال جاننا اور پوشیدہ نہیں ہے کہ ہمارے علماء جو یہ فرماتے ہیں کہ گناہ کسی وجہ سے اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں تو اس سے محض قبلہ کی جانب منھ کرنا مراد نہیں اسلئے کہ غالی قسم کے رافضی بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کا مطلب بھی یہی ہے جسمیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے یعنی جبکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے تب وہ مسلمان ہے۔)

ان عبارتوں سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی مسلمان کسی ضروری دین کا انکار

کردے تو وہ کافر ہو جائیگا اگرچہ وہ قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتا ہو اور جبہ و دستار کیساتھ اوراد و وظائف میں مشغول رہتا ہو اسی طرح وہ پوری عمر گذر بسر کر دے۔ مگر وہ مسلمان نہیں۔

میرے خیال میں اتنی تفصیل کے بعد آپ نے اتنا تو سمجھ لیا ہو گا کہ ضروریات دین کس کو کہتے ہیں ؟ اور ایمان وکفر کیا ہے ؟ لیکن ان باتوں کا اعادہ مختصر انداز میں کر دوں تاکہ باتیں تازہ ہو جائیں

ضروریات دین

دین کی ان تمام باتوں کو کہتے ہیں جن کا دین سے قطعی طور پر ہونا عوام و خواص سب کو معلوم ہو۔

ایمان و مومن

ان تمام ضروریات دین کو سچے دل سے ماننا اور ان میں سے کسی بات کی مخالفت یا انکار نہ کرنا ایمان ہے لہٰذا جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہوئے ان میں سے کسی کی مخالفت نہیں کرتا اسکو مومن کہتے ہیں

کفر و کافر

ان تمام ضروریات دین کا انکار کرنا، ان کو جھٹلانا یا ان میں سے کسی بات کا انکار کرنا یا جھٹلانا کفر ہے۔ لہٰذا جو تمام ضروریات دین یا بعض کا منکر ہوتا ہے یا اسکے اندر انکار کی علامت و نشانی پائی جاتی ہے اسکو کافر کہتے ہیں۔

اب آیئے ان کی عبارتوں کو پڑھیے جنکو مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے معتدد علماء کرام اور ہند و پاک کے مستند علمائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کافر کہا ہے۔ اور خود ہی فیصلہ کیجیئے کہ انھوں نے ضروریات کا انکار کیا یا نہیں ؟ ذیل میں یکے بعد دیگرے ان کی عبارتیں پیش کی جا رہی ہیں

۱ مولوی قاسم نانوتوی کی وہ عبارت جسمیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار ہے یہ ہے " بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام (نا سمجھ لوگ) کے خیال میں رسول اللہ صلعم٭ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم (سمجھ دار لوگوں) پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر

٭ صلعم لکھنا جائز نہیں بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیئے۔

زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے"۔

اسی تحذیر الناس ص۱۴ پر ہے" بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

اور ص۲۸ پر لکھا ہے" بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

مولوی قاسم نانوتوی کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کو آخری نبی کے معنی میں لینا صحیح نہیں ہے یہ تو عوام (نا سمجھ لوگوں) کا خیال ہے ۔ آخری نبی کے معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتانا یقیناً سرکار کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا ہوا اسلئے کہ اگر ان کے نزدیک آخری نبی کے معنی میں لینا صحیح ہوتا تو یہ نہیں لکھتے کہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا کیونکہ خاتم النبیین کو آخری نبی کے معنی میں لیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو پھر سرکار کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ ایسی صورت میں خاتمیت محمدی میں فرق ضرور آئے گا۔ کیونکہ آخری نبی وہ قرار پائیگا جو سرکار کے زمانہ کے بعد سب سے آخر میں ہوگا۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد ششم اور فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ کی کتاب "منصفانہ جائزہ" کا مطالعہ کیجئے۔ یہاں صرف عبارت اور اس کا واضح مطلب ہے۔ اس کو تحریر کیا گیا ہے۔ بہر حال نانوتوی صاحب کی تحریر سے صراحۃً سرکار کے آخری نبی ہونے کا انکار ہو رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جتنے فقہاء و متکلمین، مفسرین، محدثین و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حتیٰ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بتائے ہیں وہ سب نانوتوی کے نزدیک (معاذ اللہ) عوام (نا سمجھ لوگ) ہیں۔ اس طرح اس نے تمام علماء، فقہاء، صحابۂ کرام اور سرکار کی شان اقدس میں سخت ترین گستاخی بھی کی ہے۔ اور آپ

کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ ہر خاص و عام بدیہی اور یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضور آخری نبی ہیں۔ اور قرآن مجید میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے" ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہ" (محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے ۔) آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں۔ خود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی معنی بہت سی حدیثوں میں بیان فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو سرکار کو آخری نبی نہیں مانتا وہ ضروری دین کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم "الاشباہ والنظائر" میں تحریر فرماتے ہیں۔ اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات (یعنی جب کوئی حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اسلئے کہ آپ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔)

یونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اسلئے کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ سب یقینی اور بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروری ہے اس کا حکم قرآن مجید میں دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے" انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا "(بیشک ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔)

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان سرکار کی شان پاک میں گستاخی کرتا ہے یا شان گھٹاتا ہے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگاتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ گستاخی کرنا تعظیم کا انکار کرنا ہے ۔ چنانچہ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں تحریر فرماتے ہیں" ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام ابو یوسف کا فتویٰ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے

او کذب بہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ" (یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام (گالی) دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے تو یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اسکی بیوی اسکے نکاح سے نکل گئی۔)

مولوی قاسم نانوتوی نے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہوئے تنقیص شان کی اور زبردست قسم کی گستاخی کی لہٰذا اس نے کئی ضروریات دین کا انکار کیا اس بنیاد پر وہ ضرور کافر و مرتد ہوا۔)

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی کی وہ عبارت جسمیں اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھوٹا کہا ہے، وہ عبارت ایک استفتاء کے جواب میں لکھی ہے۔ لہٰذا استفتاء اور اس کا جواب دونوں ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ سوال ہوا کہ ایک شخص وقوعِ کذبِ باری کا قائل ہے یعنی معاذ اللہ وہ کہتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جھوٹ بولا تو ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدمذہب، گمراہ یا وقوع کذب باری تعالےٰ تسلیم کرنے کے باوجود سنی ہے؟ بینوا توجروا۔

اس استفتاء کے جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے جو جواب دیا یہ ہے۔

" اگرچہ اس شخص نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال (بدمذہب گمراہ) کہنا نہیں چاہیئے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے۔ خلف وعید خاص اور کذب عام ہے۔ کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعدہ گاہ خبر یہ سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو۔ پس بناءً علیہ اس شخص کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے (ماخوذ از فتویٰ مہری دستخطی بحوالہ ردشہاب ثاقب)

ے جھوٹ

مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس فتویٰ میں ایسے شخص کو جس کا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جھوٹ بولا اسکو مسلمان بتایا اور بدمذہب و گمراہ کہنے سے منع کیا حتیٰ کہ سخت کلمہ کہنے سے بھی منع کیا اور اپنی ایک باطل دلیل سے مان بھی لیا کہ وقوع کذب باری تعالےٰ کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من ہذا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کو وجوبی طور پر سچا اور صادق ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکی بیان فرمائی ہے کہیں ارشاد ہے "الملك القدوس السلام" (بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا) کہیں ارشاد ہے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا" (پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔) اور کہیں ارشاد ہے "سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون" (پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے)

الغرض اللہ تعالیٰ کے پاک اور بے عیب ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہر مسلمان ہر خاص و عام سبھی یقینی اور بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے عیب ہے۔ لہٰذا اسکی طرف کذب (جھوٹ) کی نسبت کرنا یقیناً کفر ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ رشید احمد گنگوہی نے خدائے تعالیٰ کو جھوٹا کہہ کر کافر و مرتد ہوا یا نہیں؟ اگر آپ مومن ہیں اور جانبداری سے دور ہیں تو ضرور کہیں گے کہ یقیناً وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہنے والے کو مسلمان جاننا اور ایک کافر کو مسلمان جاننا خود کفر ہے۔ لہٰذا مولوی رشید احمد گنگوہی کے کافر و مرتد ہونے میں کوئی شک و شبہہ نہیں یقیناً اور قطعاً وہ کافر و مرتد ہے۔

۳ یہی مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے شاگرد مولوی خلیل احمد انبیٹھی براہین قاطعہ ص۵۵ میں شیطان اور ملک الموت کے مقابلے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں " الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا

شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

براہین قاطعہ کی اس کفری عبارت کا صاف صاف اور واضح مطلب یہی ہے کہ شیطان اور ملک الموت (فرشتۂ موت حضرت عزرائیل) کیلئے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان اور فرشتۂ موت کے علم سے کم بتا کر حضور کی شان اقدس میں سخت گستاخی کی ہے۔ سرکار کی شان کو گھٹایا ہے۔ حضور کے علم کو زیادہ جاننے والوں کو مشرک بتایا ہے۔ اور شیطان اور ملک الموت کے علم کو زیادہ ماننے والوں کو مومن بتایا ہے اور یہ آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی کفر ہے۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ مزید اطمینان کیلئے شفاء شریف فتاویٰ خیریہ وغیرہ مستند اور معتمد کتابوں کی ایک عبارت اور پیش کر رہا ہوں۔ ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے "اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر" (یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اسکے معذب ہونے اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ لہٰذا جب ان دونوں کی سرکار کی شان اقدس میں توہین و گستاخی ثابت ہو گئی تو ان کے کافر و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں یہ قطعاً کافر و مرتد ہیں۔

۴ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص۸ پر لکھا ہے۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل علوم غیبیہ ہیں یا بعض۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ)

و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

اس کفری عبارت کا مطلب یہی تو ہے کہ جو بعض علم غیب حضور کو حاصل ہیں اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ہے ایسا علم تو ہر کس و ناکس، ہر بچہ، ہر پاگل، ہر چرند و پرند اور کتے، گدھے کو بھی حاصل ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت کا صاف اور واضح مطلب وہی ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی دوسرا مطلب نہیں۔ تھوڑی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی یہی مطلب سمجھے گا۔ اور یہ حضور کی شان میں کھلی ہوئی گستاخی ہے کیونکہ حضور کے علم غیب کو ہر کس و ناکس بلکہ ہر بچہ و پاگل، چرند پرند، ہر چوپائے کتے اور گدھے کے علم غیب سے تشبیہہ دے کر سرکار کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے۔ اور آپ کی شان کو گھٹایا ہے۔ لہذا یہ بھی کافر و مرتد ہو گیا۔

ابھی علمائے دیوبند کی جو کفری عبارتیں پیش کی گئی ہیں انکو پھر ایک مرتبہ غور سے پڑھئے اور سوچئے کہ ان عبارتوں کا جو مطلب تحریر کیا گیا ہے کیا اسکے علاوہ بھی کوئی مطلب ہو سکتا ہے؟ اور کیا ان عبارتوں میں حکم اسلام کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے؟ اگر کوئی دوسرا مطلب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اسلام کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے تو یقیناً ان علمائے دیوبند نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ عقیدۂ دینیہ مسئلہ ختم نبوت کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ سبوح و قدوس کے حق میں جھوٹ جیسے گندہ عیب کو ثابت کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں شدید ترین گستاخی اور توہین کی۔ تو ایسی صورت میں ان لوگوں کو کافر و مرتد کہنا ضروری ہو گیا۔ اگر کوئی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر و مرتد نہ جانے تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اسلئے کہ کافر کو کافر نہ جاننا یا نہ سمجھنا گویا کفر کو اسلام ماننا ہوا اور یہ کفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر کو کافر جاننا اور مسلمان کو مسلمان جاننا ضروریات دین میں سے ہے اسی لئے جب کوئی کافر کو مسلمان یا مسلمان کو کافر جانتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ کافر کو مسلمان جاننا تو کفر ہے ہی کسی قطعی کافر کے عذاب یا کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے شفاء شریف، فتاویٰ خیریہ وغیرہ کی عبارت نقل کی گئی ہے جسمیں شک

کرنے والے کو کافر بتایا گیا ہے چنانچہ حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ارشاد فرماتے ہیں "اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر" (یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اور جو اسکے معذب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔")

جب ایک قطعی کافر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا کافر ہو سکتا ہے تو اس کافر کو مسلمان جاننے والا بھی یقیناً کافر ہوگا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے جسکو علمائے اہلسنت اور علمائے دیوبند دونوں گروہ جانتے اور مانتے ہیں۔ دونوں مکتبۂ فکر کے ایک ایک عالم کی تحریر پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ سمجھیں کہ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا کتنا ضروری ہے۔ اہل سنت کے جلیل القدر عالم دین فقیہہ اعظم خلیفۂ اعلیٰحضرت صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب قدس سرہٗ اپنی مشہور تصنیف بہار شریعت کے پہلے حصہ میں تحریر فرماتے ہیں۔"مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے (بہار شریعت حصہ اول ص-) - دیوبندی مکتبۂ فکر کے مشہور و معروف عالم دار العلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے اپنی کتاب اشد العذاب میں لکھا ہے۔"جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہو گیا تو اب اسکو کافر نہ کہنا خود بے احتیاطی سے کافر و مرتد ہونا ہے۔ (اشد العذاب ص۹)

ان عبارتوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ایمان کی حفاظت اسمیں ہے کہ کافر کو کافر اور مسلمان کو مسلمان جانا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰحضرت امام اہلسنت احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان علمائے دیوبند کو اس وقت کافر کہا جب ان کا کفر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہوگیا اور حکم اسلام کیلئے ضعیف سے ضعیف احتمال کی بھی کوئی گنجائش نہ رہی ایسی صورت میں اگر اعلیٰحضرت انہیں کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ لہٰذا ان پر تکفیر کا فتویٰ صادر فرمانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس بات کا اعتراف اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ الفضل ما شهدت بہ الاعداء (فضیلت وہی ہے جسکی دشمن بھی گواہی دے۔) چنانچہ دار العلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ

حسن دربھنگی نے بھی فتویٰ تکفیر کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا ہے" اگر (مولانا احمد رضا) خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند (مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور مولوی اشرف علی تھانوی) واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خانصاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔

مسلمانو! جب اپنے اور بیگانے سبھی اس بات کے قائل ہیں کہ اعلیٰحضرت نے بلا وجہ ذرا ذرا سی بات پر کافر نہیں کہا ہے تو ان پر یہ الزام کیسے درست ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیا ان کی مشین میں صرف کفر کے فتوے چھپتے ہیں اور انھوں نے سوائے فساد پھیلانے کے اور کیا کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

انہیں بہتان تراشیوں کی وجہ سے مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ اپنے رسالہ تمہید ایمان میں تحریر فرماتے ہیں۔" یہی دشنامی لوگ جنکے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک انکی صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت سبحٰن السبوح[عہ۱] میں بالآخر ص۸۰ طبع اول پر یہی لکھا ہے کہ حاشا اللہ حاشا للہ ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں[عہ۲] یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں۔ اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے بھی زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی"۔

مسلمانو! تمہیں اپنا دین و ایمان اور روز قیامت و حضور بارگاہ رحمٰن یاد دلا کر استفسار کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر کا

عہ۱ اعلیٰحضرت کے ایک رسالہ کا نام ہے منہ

عہ۲ مقتدیوں سے مراد نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی اور تھانوی ہیں۔

افترا کتنی بیحیائی کیسا ظلم کتنی گھنونی ناپاک بات۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے قطعًا حق فرماتے ہیں اذا لم تستح فاصنع ماشئت "جب تجھے حیا نہ رہے تو جو کچھ چاہے کر ع بے حیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنھیں چھپے ہوئے دس دس۱۰ اور بعض کو سترہ۱۷ اور بعض کو انیس۱۹ سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی۔ ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔ یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جبتک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا۔ جسمیں اصلا اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دیکر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جبتک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے، اور حکم اسلام کیلئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل باقی نہ رہے۔ یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جبتک ان کی ان دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دیکر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی۔ حاشا للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خدا ورسول ہے۔ جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی رب العلمین

وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شك فی عذابه وکفره فقد کفر جو ایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا وذلك جزاء الظّٰلمین۔

الغرض جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ اقوال کفریہ انہیں کے ہیں اور انہیں حکم اسلام کیلئے کوئی پہلو نہیں ہے تو بحکم شریعت اسلامیہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا کیونکہ اعلیحضرت قدس سرہٗ کو اپنا اور مسلمانوں کا ایمان پیارا تھا اگر وہ انہیں کافر نہ کہتے تو خود ایمان کی نعمت سے محروم ہوجاتے اور بھولے بھالے مسلمان بھی ان علمائے دیوبند کے عقائد ونظریات کو مان کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے اسلئے امام اہل سنت مجدد اعظم نے انہیں کافر کہہ کر فساد نہیں پھیلایا بلکہ فساد کو مٹا کر عالم اسلام پر احسان عظیم فرمایا ہے لہٰذا ان علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنا اور یہ بہانہ پیش کرنا کہ چونکہ وہ اپنی کفری عبارتوں کی تاویل کرتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں قطعًا درست نہیں ہے۔ اگر ان کی تاویل درست ہوتی اور اہل قبلہ سے ایسے ہی لوگ مراد ہوتے تو ماہنامہ تجلی دیوبند کے بیباک ایڈیٹر عامر عثمانی ان کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگانے کا مشورہ نہ دیتے چنانچہ ایڈیٹر موصوف علامہ ارشد القادری کی کتاب زلزلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کتابوں کے بارے میں جن میں گندی اور کفری عبارتیں ہیں اپنا تاثر پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ اور فتاوی امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ دیدی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔ اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں یا پھر ان مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں۔ اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں" (تجلی دیوبند ڈاک نمبر دسمبر ۷۲ء)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اگر گنجائش ہوتی تو جان چھڑانے کی راہ ضرور نکلتی، دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے جو تاویلیں کی ہیں وہ تاویلیں قطعًا تاویل نہیں بلکہ تحریف ہیں، تو ایسی تاویلوں کو بہانہ بنا کر انہیں مسلمان جاننا بالکل درست نہیں۔

اب رہی یہ بات کہ انہیں اہل قبلہ کہنا صحیح ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں شرح فقہ اکبر کی عبارت پیش کر رہا ہوں جس سے واضح ہو جائے گا کہ ان علمائے دیوبند کو اہل قبلہ کہنا اور ماننا درست نہیں ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے "واعلم ان المراد من اہل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد و علم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذلک من المسائل المہمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمہ سبحانہ بالجزئیات لایکون من اہل القبلۃ وان المراد بعدم تکفیر احد من اہل القبلۃ عند اہل السنۃ انہ لایکفر مالم یوجد شیٔ من امارات الکفر و علاماتہ ولم یصدر عنہ شیٔ من موجباتہ"

(جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں متفق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا اجسام کا حشر ہونا اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو محیط ہونا، اور ان جیسے اہم مسائل کو مانتا ہو، تو جو تمام عمر طاعتوں اور عبادتوں میں رہے اور اسکے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہل قبلہ سے نہیں اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے، جبتک اسمیں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔)

اس سے معلوم ہوا جو تمام ضروریات دین کو مانتا ہو اور اسکے اندر کوئی علامت کفر نہ ہو اور کفر کو واجب کر دینے والی کسی چیز کا صدور بھی نہ ہو تو وہ اہل قبلہ ہے ورنہ نہیں —— اور یہاں تو ان علمائے دیوبند نے تو بہت سے ضروریات دین کی مخالفت کی ہے اس لئے یہ اہل قبلہ ہو ہی نہیں سکتے، لہٰذا یہ بہانہ بنا کر کہ یہ اہل قبلہ سے ہیں انھیں مسلمان جاننا قطعی صحیح نہیں ہے۔ انہیں وجوہات کی بنیاد پر انھیں قطعی کافر کہا گیا ہے۔ ایسے ہی کافروں

کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ "ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" (یعنی جو قطعی کافروں کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔)

میرے دینی بھائیو! ہم مسلمان ہیں ہم پر ضروری ہے کہ اسلام کی ہر بات مانیں اسلام کا جو حکم ہے اسکو تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کریں۔ لہٰذا اسلام کا جب ایک حکم معلوم ہو گیا کہ کافر کو کافر ماننا ضروری ہے اور اگر کوئی کافر نہ جانے تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔ تو ایسا شخص اگر آپ کا رشتہ دار یا دوست ہے یا استاذ یا پیر کافر کو کافر نہ کہے تو وہ کافر ہوگا یا نہیں؟ اگر آپ دیانت دار اور انصاف پسند ہیں تو ضرور کہیں گے کہ جو بھی کافر کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو اسلام کے اس قانون کی زد میں جو بھی آئے گا یہ حکم اس پر لگایا جائے گا۔

ہمارے بہت سے برادان اسلام اس مسئلہ سے ناواقف ہونے کی بنیاد پر اس وقت چراغ پا ہو جاتے ہیں جب ان کے کسی ایسے اپنے رشتہ دار، دوست، استاذ یا پیر کی اقتدا میں نماز نہیں پڑی جاتی ہے جو ان علمائے دیوبند کو کافر نہیں جانتے بلکہ مسلمان جانتے ہیں چنانچہ ابھی ماضی قریب میں حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی مدظلہ کی ایک رشتہ دار خاتون کا انتقال ہوا۔ انتقال کی خبر ایک مولوی صاحب لیکر مبارکپور الجامعۃ الاشرفیہ میں پہنچے تو حضرت موصوف نے ان سے یہ کہا کہ صاحب خانہ سے کہہ دیجئے گا کہ مولوی اکرام الحق صاحب کے علاوہ کوئی بھی سنی عالم یا حافظ یا قاری نماز جنازہ پڑھائے گا تو میں نماز میں شریک ہونگا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا اگر وہ پڑھائیں گے تو ہم بھی نہیں پڑھیں گے۔ میں ضرور اس بات کو گھر کے ذمہ داروں سے کہونگا، اسکے بعد حضرت موصوف گھوسی تشریف لائے تو صاحب میت کے مکان پر بھی تشریف لیگئے تو گھر والوں نے یہ کہا کہ نماز جنازہ مولوی اکرام الحق نہیں پڑھائیں گے۔ لہٰذا حضرت مطمئن ہو گئے کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی سنی نماز جنازہ پڑھائے گا۔ اسلئے نماز جنازہ کے وقت قبرستان پہنچے صف بندی ہو رہی تھی تو حضرت نے ایک آدمی کو آگے بھیجا کہ دیکھے امام کون ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ امامت کی جگہ پر مولوی اکرام الحق کھڑے ہیں یہ سن کر حضرت واپس اپنے

مکان تشریف لے گئے نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی راقم الحروف بھی حضرت کے ہمراہ تھا پھر کیا تھا جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیل گئی کہ مفتی صاحب صف سے نکل کر چلے گئے نماز نہیں پڑھی۔ بہت سے ناواقف لوگ یہ کہتے ہیں کہ آخر نماز کیوں نہیں پڑھی؟ کیا ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی؟ کیا وہ سنی عالم نہیں؟ ہم کو بھی بتایا جائے تاکہ ہم بھی انکے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کریں اور کوئی یہ کہتا کہ انکو امامت کا شوق تھا جب ان کو امامت کیلئے نہیں کہا گیا تو چلے گئے اسلئے حضرت موصوف نے اظہار حقیقت تام کا ایک کتابچہ تحریر فرماکر یہ بتا دیا کہ مولوی اکرام الحق عہ ان علمائے دیوبند کو مسلمان مانتے ہیں جن پر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے کفر کا فتوٰی دیا ہے وہ انہیں کافر نہیں کہتے۔ اسی لئے جب حج کیلئے گئے تھے تو نجدی امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ تو یہ باتیں ان کے مریدین و متعلقین کو بہت بری معلوم ہوئیں کہ ہمارے پیر ہمارے استاذ کو کافر سمجھتے ہیں اور سلام کلام، آنا جانا اور ملنا جلنا سب بند کردیا حالانکہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے شریعت مطہرہ کے حکم کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی کسی ذاتی دشمنی کی بنیاد پر انکی اقتداء سے گریز نہیں کیا تھا۔

پھر بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ نماز جمعہ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد حضرت علامہ مولانا قمرالدین صاحب اشرفی پڑھاتے ہیں اور ان کے پیچھے مفتی صاحب قبلہ نماز ادا کرتے ہیں بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کی عدم موجودگی میں کوئی طالب العلم بھی نماز جمعہ پڑھاتا ہے تو پڑھ لیتے ہیں اور ہمارے یہاں نماز جنازہ میں دستور یہ ہے کہ خاندان کا کوئی عالم یا حافظ پڑھاتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ بلا چون وچرا اس نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں چنانچہ مولانا افتخار احمد صاحب قادری کے والد حاجی مشتاق احمد صاحب کا انتقال ہوا تو انکی نماز جنازہ اسی دستور کے مطابق ان کے لڑکے مولوی ارشاد احمد صاحب نے پڑھائی اور حضرت موصوف اس نماز میں شریک تھے اسی طرح حاجی نصر اللہ صاحب کا انتقال ہوا تو انکی نماز جنازہ انکے بیٹے حافظ عبداللہ صاحب نے پڑھائی اور حضرت موصوف نے انکی اقتداء میں بھی نماز پڑھی اسلئے یہ کہنا کہ امامت کا شوق تھا اسلئے واپس چلے گئے بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔ میں حیرت میں ہوں کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ جب انکے استاذ یا پیر کے عقیدہ

عہ مولوی اکرام الحق مدرسہ خیریہ فیض عام مداپورہ گھوسی کے شیخ الحدیث ہیں ان کو سنی سمجھ کر بھیونڈی اور بمبئی کے سنی مسلمانان ان کے پیچھے نماز بھی پڑھتے ہیں۔

کو ظاہر کر دیا گیا تو آگ بگولہ ہوگئے۔ اور اعلان حق کرنے والے کے شدید مخالف ہوگئے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ جیسے گندہ عیب کو ثابت کرے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرے، آپ کی شان گھٹائے ان کے خلاف کبھی صدائے احتجاج بلند نہیں کی اور نہ ہی ان کو مسلمان جاننے والے سے برہمی کا اظہار ہی کیا اور یہ جرأت کر بھی کیسے سکتے ہیں۔ یہ بیچارے تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیر و مرشد جبہ و دستار میں رہتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، رمضان میں اعتکاف بیٹھتے ہیں، میلاد شریف پڑھتے ہیں، عرس و فاتحہ کرتے ہیں، لہٰذا یہ سنی عالم ہیں۔ حالانکہ ان بیچاروں کی یہ غلط فہمی ہے۔ میلاد شریف میں شرکت درود و سلام پڑھنا، عرس و فاتحہ خوانی یہ سنیت کی سند نہیں ہے بلکہ سنیت درحقیقت یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں سب سے زیادہ ہو اور ان کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کو ان کا دشمن اور کافر سمجھا جائے۔ مگر بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو یہ کہہ کر بہلا دیتے ہیں کہ احتیاطاً کافر نہیں کہتے۔ حالانکہ یہ احتیاط نہیں بد احتیاطی ہے۔ احتیاط تو وہاں کیا جاتا ہے جہاں ذرا بھی شک و شبہ ہوتا ہے۔ اور ان علمائے دیوبند کے کفر میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ مولوی اکرام الحق کو اگر مجدد اعظم اعلیحضرت قدس سرہٗ سے چڑھ ہے تو کم از کم اپنے سلسلہ کے بلند پایہ بزرگ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ سے سبق لینا چاہیئے۔ جنھوں نے وہابیوں کے رد میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کی نسل پاک سے ہیں۔ انھوں نے وہابیوں کے چودھری ملا اسمٰعیل دہلوی کے کافر و مرتد بے دین ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے تحقیق الفتوٰی مصنفہ حضرت علامہ مولانا شاہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حقانیت پر مہر توثیق ثبت کی ہے (تحقیق الفتوٰی فارسی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۴۷)

حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی نقشبندی قدس سرہٗ سچے درویش تھے کسی کی برائی میں زبان نہیں کھولتے تھے۔ مگر وہابیوں کی خباثت و ضلالت علی الاعلان بیان کرتے تھے۔ آپ کو وہابیوں سے انکی بدعقیدگی کی وجہ سے سخت نفرت تھی چنانچہ

آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مظہر نقشبندی مجددی مہاجر مدنی اپنی تصنیف مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ کے صفحہ ۱۷۶ پر تحریر فرماتے ہیں "ولم یذکر احدا بالسوء الا الفرقۃ الضالۃ الوھابیۃ لیتحذ یروا الناس من قباحۃ افعالھم واقوالھم" یعنی حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کسی کی برائی نہیں بیان کرتے تھے مگر گمراہ فرقہ وہابیہ کی برائی بیان کرتے تھے تاکہ لوگوں کو وہابیوں کے برے افعال واقوال سے بچائیں، پھر حضرت مولانا شاہ محمد مظہر علیہ الرحمہ اسی صفحہ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں" وکان قدس سرہ یقول ادنی ضرر محبتھم ان محبۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم التی ھی من اعظم ارکان الایمان تنقص ساعۃ فساعۃ حتی لا یبقیٰ منھا غیر الاسلام والرسم فکیف یکون اعلاہ فالحذر الحذر من صحبتھم ثم الحذر الحذر من رویتھم اہ (منہ)" یعنی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ وہابیوں سے میل جول کا معمولی نقصان یہ ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جو ایمان کا رکن اعظم ہے، آہستہ آہستہ گھٹتی جاتی ہے یہاں تک کہ سرکار کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ صرف نام کا اسلام رہجاتا ہے۔ اور جب معمولی نقصان کا عالم یہ ہے تو پھر بڑے نقصان کا عالم کیا ہوگا لہٰذا (اے مسلمانو!) وہابیوں کے میل جول سے بچو دور بھاگو بلکہ انکی صورت دیکھنے سے پرہیز کرو۔

سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرقۂ وہابیہ کے امام اسمٰعیل دہلوی کو کافر و مرتد و بے دین کہا وہابیوں سے میل جول رکھنے بلکہ انکے چہرہ دیکھنے سے بھی منع فرمایا اور زندگی بھر اسی پر آپ کا عمل بھی رہا مگر اسی سلسلہ سے منسلک، نقشبندی مجددی ہونے کے دعویدار مولوی اکرام الحق کا حال تو یہ ہے کہ اپنے شیخ طریقت کی مخالفت کرتے ہوئے وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشوا کو مسلمان جانتے ہیں۔ اپنے مریدوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں جسکی وجہ سے کتنے سنی مسلمان دیوبندی بھی ہو گئے۔ جس کا ثبوت راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ اور دیوبندیوں سے رشتہ بھی قائم کرتے ہیں۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت کی مخالفت کرتے ہوئے علماء دیوبند کو مسلمان جان کر مولوی اکرام الحق سنی عالم کیسے ہو سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت کا اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان



ان علمائے دیوبند کو مسلمان جاننے کا ایک زبردست بہانا لیبنا یا جاتا ہیکہ اسمٰعیل دہلوی کے کفریات بالکل واضح اور روشن ہیں چنانچہ اسوقت کے جلیل القدر اور مقتدر علمائے اہلسنت نے اسکو کافر و مرتد بے دین کہا، اور علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ نے اسکے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اور اسکے کفر و عذاب میں شک کرنے والے کو کافر بتایا مگر اسکے باوجود اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اسکو کافر نہیں کہا اور کافر کہنے سے اپنی زبان کو روکا تو اگر ان علمائے دیوبند کو ہم بھی کافر نہ کہیں تو کیا حرج ہے اور اگر اعلیٰحضرت کے فتویٰ کے مطابق کوئی علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنے سے کافر ہو جاتا ہے تو علامہ فضل حق خیرآبادی کے فتویٰ کی رو سے اسمٰعیل دہلوی کو کافر نہ کہنے سے اعلیٰحضرت بھی تو کافر ہو جائیں گے اس لئے کہ جو عبارت اعلیٰحضرت نے ان علمائے دیوبند کے بارے میں لکھی ہے وہی عبارت علامہ فضل حق خیرآبادی نے اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں لکھی ہے۔

اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس مسئلہ کو بھی لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے۔

اس مسئلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہیکہ امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے جماہیر فقہائے کرام کے مذہب کے مطابق اسکو جا بجا کافر و مرتد لکھا ہے چنانچہ اپنے رسالہ "الکوکبۃ الشہابیہ" کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

,, بلاشبہہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ اکابر و اعلام رحمہم اللہ الملک المعام ان پر حکم کفر ثابت و قائم ،،

اور اسی رسالہ کے ص ۶۱ و ص ۶۲ پر تحریر فرماتے ہیں ,, اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اسکے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلاشبہہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح توبہ و رجوع اور از سر نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض و واجب ،،

اور دوسری بات یہ ہیکہ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے مذہب متکلمین پر اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے، چنانچہ الکوکبۃ الشہابیہ کے اخیر میں یوں رقمطراز ہیں۔ ,, و اگرچہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہٗ اتم و احکم ،،

ان عبارتوں سے اتنی بات ثابت ہوگئی کہ امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہٗ نے اسماعیل دہلوی کو مذہب فقہاء پر کافر لکھا ہے البتہ متکلمین کے مذہب پر کافر کہنے سے کف لسان فرمایا، کف لسان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان کہا مسلمان اور کافر کہنے سے کف لسان میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔جیسا کہ آگے آرہا ہے

اب رہا سوال یہ کہ مذہب متکلمین پر اسکی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا تو اسکو سمجھنے کیلئے سب سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کسی مسلمان کی تکفیر کے سلسلے میں علمائے اسلام کے دو گروہ ہیں -

ایک گروہ جمہور فقہاء کا ہے یہ لوگ کسی کلمہ کے ظاہر معنی کو دیکھ کر قائل کو کافر کہتے ہیں اگرچہ اسکی کوئی تاویل بعید ہو قائل کی نیت سے بحث نہیں کرتے یعنی اگر قول کے چند معانی ہوں اور معنئ کفر ظاہر ہو اور کوئی معنیٰ حکم اسلام کا بھی پہلو رکھتا ہو تو ان کو اس سے بحث نہیں ہوتی کہ ہوسکتا ہیکہ قائل نے اسلام ہی والا پہلو مراد لیا ہو بلکہ وہ ظاہری معنیٰ پر حکم کفر لگا دیتے ہیں یونہی بعید تاویل کو بھی قبول نہیں کرتے اور اس قائل سے توبہ و رجوع کی خبر جبتک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی تسلیم نہیں کرتے ۔

اور دوسرا گروہ متکلمین و محتاطین محققین فقہاء کا ہے ان کے نزدیک اگر قول کفر کے کئی معانی ہوں اور انمیں کوئی معنیٰ ایسا بھی ہو جو حکم اسلام کا پہلو رکھتا ہے اور قائل نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ اس نے کونسا معنی مراد لیا ہے تو نیت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے یہ اسکو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روک لیتے ہیں کہ ہوسکتا ہیکہ قائل نے وہی معنی مراد لیا ہو جو حکم اسلام کا پہلو رکھتا ہے اور اگر قائل اپنے قول کی بعید سے بعید تاویل کرے تو یہ اسکو قبول کر لیتے ہیں یونہی توبہ و رجوع کی خبر جبتک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی اسکی وجہ سے بھی کف لسان کرتے ہیں۔ ہاں اگر متکلم نے کفری ہی معنی کو اپنی مراد بتایا اگرچہ دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو باجماع متکلمین و فقہاء اس پر حکم کفر قطعاً لگایا جاتا ہے اسی طرح وہ کلمۂ کفر جو بالکل صریح ہوتا ہے جسمیں تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی نہ قریب کی نہ بعید کی اسکا بھی قائل بالاجماع کافر ہوتا ہے۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت ضروری ہیکہ لفظ صریح دو معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ ① متبین ② متعین ، صریح متبین کا مطلب یہ ہیکہ ایسا لفظ جس کا کفری معنی ظاہر ہو اور اسمیں تاویل قریب کی گنجائش نہ ہو اگرچہ تاویل بعید کی گنجائش ہو

اور صریح متعین کا مطلب یہ ہیکہ ایسا لفظ جس کا کفری معنی ظاہر ہو اور کسی طرح کی تاویل کی گنجائش نہ ہو نہ قریب کی نہ بعید کی۔ کفر صریح متعین کی دو صورت ہے یا تو قائل نے اپنی مراد کفری معنی ہی کو بتا دیا ہو یا اس لفظ کا کفری معنی کے علاوہ کوئی معنی ہی نہ ہو۔ کفر صریح متبین پر جمہور فقہائے کرام حکم کفر دیتے ہیں مگر متکلمین نیت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے توقف کرتے ہیں اور صریح متعین پر بالاجماع حکم کفر دیا جاتا ہے۔

مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف " الکوکبۃ الشہابیہ " بحث فقہی میں ہے اس لئے اسمیں جہاں صریح کا لفظ آیا ہے اس سے مراد صریح متبین ہے لہٰذا مجدد اعظم قدس سرہٗ پر اعتراض صحیح نہیں ہیکہ جب انہوں خود اسمٰعیل کے کفری قول کو صریح بتایا ہے تو اسکی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا اتنی بات جاننے کے بعد اب مجدد اعظم قدس سرہٗ کی وہ عبارت جس میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے سامنے رکھئے ارشاد فرماتے ہیں " اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سے ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلی "

اس عبارت سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہیکہ مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے نزدیک ضعیف سے ضعیف کوئی احتمال ضرور تھا جسکی بنیاد پر متکلمین کے مذہب پر حکم کفر صادر نہیں فرمایا یہ اور بات ہیکہ اس ضعیف احتمال کو بیان نہیں فرمایا اور مفتی پر ضروری بھی نہیں ہے کہ احتمال کو واضح بھی کر دے کبھی کسی حکمت و مصلحت کی بنیاد پر احتمال نہیں بھی بتایا جاتا چنانچہ سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی تصنیف " الموت الاحمر " میں اسکی طرف واضح طور پر اشارہ فرمایا ہے جہاں سائل نے پوچھا ہے کہ صراط مستقیم کی عبارت

میں احتمال کیا ہے؟ تاکہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین، تحذیر اور حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں، تو اسکے جواب میں فرمایا کہ " لے سبحٰن اللہ ہم سے پوچھکر انکی بگڑی بنایئے گا ان بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں اور تو خاموش اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرمجوش بفرض محال اگر آپ خود یا احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھکر اسکے قیاس پر کوئی احتمال انکی عبارتوں میں نکال سکے تو نہ انکو کیا نفع دے گا وہ احتمال انکی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اگل دیتے اب ان کی طرف سے آپ نیت کریں گے یہ وہی چاند پوری والی وکالت تھانوی ہے خاطر جمع رکھئے آپ کی نیت سے وہ مسلمان نہ ہو سکیں گے ابھی تو در مختار سے سن چکے کہ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دے گا نہ کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر انہیں مسلمان بنالیں، اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کن اقدام کے اندیشہ سے احتمال کو مخفی رکھا گیا ص ۳۸، ۳۹ لیکن اتنی بات تو ضرور ثابت ہے کہ احتمال فی التکلم کی بنیاد پر کف لسان نہیں فرمایا گیا کیونکہ اسمٰعیل دہلوی کی طرف جو اقوال کفریہ منسوب ہیں ان کا اسمٰعیل کے کلام ہونے میں شبہہ نہیں چنانچہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم کے ص ۳۰۸ پر خود مجدد اعظم قدس سرہٗ فرماتے ہیں " بخلاف کلمات اسمٰعیل کہ موافق و مخالف کے نزدیک اس سے متواتر ہیں مخالفین رد کرتے ہیں موافقین تاویلیں کرتے ہیں اب یہیں دیکھئے اس چمار والے کلام پر سے دفع ایراد کو یہ عبارت پیش کی خود اسمٰعیل کی زندگی میں اس پر مواخذے ہوئے جامع مسجد دہلی میں شاہ عبد العزیز صاحب کے اعز واخص تلامذہ مثل مفتی رشید الدین خانصاحب و شاہ موسیٰ صاحب نے مناظرے کئے الزام دیئے۔ نہ اس نے کہا کہ یہ کلمات میرے نہیں نہ اس کے ہوا خواہوں نے جب سے آج تک تو اس سے ثبوت یقینی ہے اور وہابیہ کہ بحالت موجودہ اسے مثل قرآن و عین ایمان مان رہے ہیں ان پر رد میں تو کسی ثبوت کی بھی حاجت نہیں کما لا یخفیٰ "

اس عبارت سے یہ ثابت ہوگیا کہ کف لسان کیوجہ شبہہ فی التکلم نہیں ہے اب دو ہی احتمال باقی رہا احتمال فی الکلام اور احتمال فی المتکلم ان دونوں طرح کے احتمال کی بنیاد پر کف لسان ہے یا کسی ایک طرح کے احتمال کیوجہ سے تو اس سلسلہ میں اعلیحضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاویٰ وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہیکہ کف لسان کیوجہ دونوں طرح کے احتمال ہیں، احتمال فی الکلام کی گنجائش یوں ہیکہ مجدد اعظم اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اسمٰعیل دہلوی کا درج ذیل قول نقل فرمایا ہے فتاویٰ رضویہ جلد ششم کے صـ ۲۶۶، ۲۶۷ پر ہے۔

(۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے چرا چھپا کر بہلا بھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (ت) اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں "ہیہات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا، میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کر دیا یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی تو یقین کیسا تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ رب العلمین"

دیکھئے اسمٰعیل کی عبارت کتنی صریح ہے مجھ راقم الحروف کے پاس علم ہی کیا ہیکہ کہ میں اسمیں تاویل کی گنجائش کی بات کروں میرے خیال میں آج کے اہل علم بھی شاید ہی اسمیں کوئی تاویل نکال سکیں مگر مجدد اعظم قدس سرہٗ کے ذہن مبارک میں ضرور کوئی تاویل کی گنجائش رہی ہوگی اگرچہ بعید تر ہی جسکی بنیاد پر احتیاطاً اسے التزام میں داخل نہیں فرمایا اور نہ ہی اسے کفر صریح متعین جانا ورنہ اسکو کافر کلامی ضرور کہتے اسی پر اسکے دیگر اقوال کفریہ کو قیاس کرنا چاہیئے کہ بظاہر بعض کلمات میں تاویل کی گنجائش قطعاً نہیں معلوم ہوتی مگر اعلیحضرت مجدد اعظم کے ذہن مبارک میں کوئی بعید سے بعید تر تاویل کی گنجائش رہی ہو چونکہ اسمٰعیل دہلوی کے کلام

کا کفری معنی متعین نہیں تھا اسلئے کہ اسکی نیت معلوم نہیں ہو سکی کہ اسکی مراد کفری معنی ہے یا وہ معنی جو تاویل بعید سے سمجھا جاتا ہے لہذا شبہہ فی الکلام کیوجہ سے مجدد اعظم قدس سرہٗ نے کف لسان فرمایا۔

رہا احتمال فی المتکلم تو وہ اسلئے ہیکہ اسماعیل دہلوی کے متعلق مشہور تھا کہ اس نے توبہ کر لی ہے چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول کتاب التقلید والاجتہاد میں صـ ۱۱۳ پر کسی نے سوال کیا ہیکہ "اور ایک بات یہ مشہور ہیکہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ہے"

اسکے جواب میں صـ ۱۱۴ پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے "اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا، اہل بدعت ہے"

اس سے قطع نظر کہ اسکی توبہ کی خبر حقیقت ہے یا افتراء اتنی بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے کہ شہرت توبہ تھی چنانچہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اطیب البیان میں فتاویٰ رشیدیہ کی بات نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "مگر پرانے دیوبندی یہی کہا کرتے تھے" یعنی پرانے دیوبندی توبہ و رجوع کا چرچا کرتے تھے" اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ توبہ و رجوع کی وہ خبر جو پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی ہے اسکی وجہ سے بھی متکلمین کف لسان کرتے ہیں۔ لہذا اسمٰعیل دہلوی کی توبہ اگرچہ ثابت نہیں ہے مگر توبہ کی خبر کف لسان کا سبب بن سکتی ہے اسلئے بھی اعلیحضرت مجدد اعظم قدس سرہٗ نے کف لسان فرمایا۔

یہاں پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہیکہ حضرت علامہ شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان نے

اپنی کتاب المعتمد المنتقد کے ص۱۱۲ پر جہاں تحریر فرمایا ہے ،، واقول فما حال من لم یشفق ولم یندم ولم یستغفر ولم یتب ولم یعترف بخطائہ ومن جاء من بعدہٗ فاصر علیہ وقام للخصومۃ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم،،

اس عبارت میں من لم یشفق پر حاشیہ تحریر فرماتے ہوئے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے المستند المعتمد میں تحریر فرمایا — ،، ارادبہٖ طاغیۃ النجدیۃ اسمٰعیل الدھلوی ،، اور لم یتب پر حاشیہ نہیں تحریر فرمایا اگر کف لسان کیوجہ شہرت توبہ ہوتی تو لم یتب پر حاشیہ لکن المشھور انہٗ مات تائبا جیسے جملے سے لکھتے، اس کا رد نہ کرنا اس بات کی دلیل ہیکہ یہ بات انکو تسلیم ہے - اسکا جواب یہ ہیکہ علامہ شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے قول لم یتب پر حاشیہ اسلئے نہیں تحریر فرمایا کہ اسکی توبہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی، خبر توبہ محض ایک افواہ کے درجے میں ہے -

الحاصل یہ کہ مجدد اعظم امام احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے نزدیک احتمال تھا جسکی بنیاد پر کف لسان فرمایا یہی وجہ ہیکہ جن علمائے متقدمین نے اسمٰعیل دہلوی پر حکم کفر لگایا وہ مجدد اعظم قدس سرہٗ کے نزدیک جمہور فقہا ہیں جیسا کہ الکوکبۃ الشہابیہ کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے خواہ ان جمہور فقہاء کے نزدیک کوئی احتمال رہا ہو یا نہ رہا ہو!-

اب رہا سوال یہ کہ علمائے متقدمین نے اسمٰعیل دہلوی پر حکم کفر لگانے کے بعد وہی عبارت لکھی جو اعلیٰحضرت اور علماء حرمین طیبین نے علمائے دیوبند کی تکفیر کے بعد تحریر فرمائی ہے یعنی من شك فی کفرہ وعذابہٖ فقد کفر ، اور اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے شبہہ کی بنیاد ہی پر اسکو کافر نہیں کہا تو اعلیٰحضرت علمائے متقدمین کے نزدیک کافر ہونگے یا نہیں؟

تو اس سلسلہ میں یہ جاننا چاہیئے کہ اعلیٰحضرت اور علمائے حرمین نے علمائے دیوبند کی تکفیر، تکفیر کلامی کی ہے جسمیں کسی احتمال بعید کی بھی گنجائش تک نہیں اسلئے اس تکفیر کے بعد من شك الخ کی عبارت تغلیظ کے طور پر نہیں ہے بلکہ حکم شرع اور بیان واقعہ ہے اور سیف الجبار میں اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر فقہی ہے اور اسکے بعد من شك الخ جیسی عبارت لکھنا بطور تغلیظ و تشدید ہے جیسا کہ بعض ائمہ فقہائے کرام نے کفر فقہی کے بارے میں تغلیظاً یہی انداز اختیار فرمایا ہے مثلاً دین کو حقیر جاننے یا ہلکا سمجھنے اور علم و علماء کی توہین کرنے کیوجہ سے کسی کو کافر کہنے کا مطلب یہ ہیکہ وہ مذہب فقہاء پر کافر ہے، اسی طرح شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب و شتم کا نشانہ بنانا کفر لزومی ہے اگر کوئی گالی دینے کو حلال جانے تو وہ یقیناً کافر ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فقہ اکبر کے ص۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

،، ومن المعلوم ان السب دون القتل نعم لو استحل السب والقتل فھو کافر لا محالۃ - یعنی یہ معلوم ہیکہ گالی دینا قتل کرنے سے کم ہے ہاں اگر گالی دینے یا قتل کرنے کو حلال جانے تو یقیناً کافر ہے ،،

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ شیخین کو گالی دینے کی وجہ سے رافضیوں کو کافر کہتے ہیں وہ مذہب فقہاء پر حکم کفر صادر فرماتے ہیں مگر پھر بھی فقہائے کرام نے ایسے لوگوں پر حکم کفر صادر فرمانے کے بعد من شك الخ جیسی عبارت تحریر فرمائی ہے چنانچہ عقود الدریۃ طبع مصر جلد اول ص۹۲ پر رافضیوں کے بارے میں ہے ،، اعلم اسعدك اللہ تعالیٰ أن ھؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم والحادھم فھو کافر مثلھم ص۱ اما الکفر فمن وجوہ منھا انھم یستخفون بالدین ومنھا انھم

یمینون العلم والعلماء ص۹۳ ومنہا انہم یسبون الشیخین سود اللہ وجوہہم فی الدارین ص فمن اتصف بواحدۃ من ھذہ الامور فھو کافر ص أما سب الشیخین رضی اللہ عنہما فانہ کسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال الصدر الشہید من سب الشیخین او لعنہما یکفر ولا تقبل توبۃ واسلامہ ص اجمع علماء الاعصار علی ان من شک فی کفرھم کان کافرا (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ششم)

ان عبارتوں میں رافضیوں کی تکفیر کی یہاں تین وجہیں بتائی گئیں - دین کو ہلکا جاننا، علم وعلماء کی توہین کرنا اور شیخین کو گالی دینا اور یہ بتایا کہ ان میں سے جس کے اندر کوئی بات پائی جائیگی تو وہ کافر ہوگا اور رافضیوں کے اندر یہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں لہٰذا وہ ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر والحاد میں شک کرے وہ بھی انہیں کی طرح کافر ہے -

اہل علم جانتے ہیں کہ مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر متکلمین اور فقہائے محققین رافضیوں کی تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں تو کیا متکلمین ان لوگوں کے نزدیک کافر ہیں جنہوں نے ان کے کفر الحاد میں شک کرنے والے کو کافر کہا ہے؟ یا متکلمین کے نزدیک کافر کہنے والے فقہاء کافر ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں لہٰذا مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو مذہب متکلمین پر اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے احتیاطاً کف لسان کرنے کی وجہ سے ہرگز اعتراض کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا -

اخیر میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ احتمال فی الکلام یا احتمال فی المتکلم اگر آپ کو تسلیم نہیں ہے تو آپ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ سکتے ہیں اسلئے مجدد اعظم قدس سرہٗ نے الملفوظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ یزید

کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے ہم منع نہ کرینگے اور خود کہیں گے نہیں" الملفوظ حصہ اول ص۱۱۴

کافر کہنے کی صورت میں مواخذہ نہ ہوگا اسلئے کہ آپ کے نزدیک اس کے کفریہ اقوال میں کوئی تاویل نہیں ہے ہاں اگر مسلمان جانیں گے تو مواخذہ ضرور ہوگا کہ جب اس کے کلام میں کوئی ایسی تاویل سمجھ میں نہیں آئی جسکی بنیاد پر اسکو مسلمان کہا جاسکے تو مسلمان کیوں جانا؟

ضروری تنبیہہ:

اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ جسطرح اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے نزدیک اسمٰعیل دہلوی کا کفر صریح متبین ہے اسلئے ان کے نزدیک اسکی کفری عبارتوں میں ضعیف سے ضعیف احتمال موجود ہے جسکی بنیاد پر اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا - اسی طرح میرے نزدیک بھی ان علمائے دیوبند کی عبارتوں میں جن پر حکم کفر لگایا گیا ہے ضعیف سے ضعیف احتمال موجود ہے اسی بنیاد پر میں بھی انکی تکفیر سے کف لسان کرتا ہوں۔

تو اس سلسلہ میں عرض یہ کروں گا کہ ان علمائے دیوبند کا کفر صریح متعین ہے کیونکہ ان کی عبارتوں میں ضعیف سے ضعیف احتمال اور بعید سے بعید تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اگر کوئی تاویل یا احتمال کی گنجائش ہوتی تو ان علمائے دیوبند کی زندگی میں برسہا برس تک ان کی کفری عبارتوں کا رد بار بار شائع کیا گیا انھیں کافر لکھا اور کہا گیا مگر کسی نے اپنی کفری عبارت کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی یہ لکھا یا کہا کہ میری عبارت کا وہ مطلب نہیں جو علمائے اہلسنت بتا رہے ہیں - یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے ورنہ کون یہ پسند کرتا ہے کہ اسے کافر کہا جائے

اور وہ اپنی جانب سے صفائی پیش کرنے پر قادر ہونے کے باوجود صفائی نہ پیش کرے اور ذلیل و خوار ہوتا رہے۔ اور اگر بفرض محال آج کوئی ان کی عبارتوں میں حکم اسلام کا کوئی پہلو نکال بھی لے تو ان کو پھر بھی کفر سے نہیں بچایا جا سکتا اسلئے کہ یہ پہلو انکی مراد ہی نہیں چنانچہ فتاویٰ خلاصہ، جامع الفصولین، محیط، فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

"اذا کانت فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الیٰ ذلک الوجہ ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لا ینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر"، (بحوالہ تمہید ایمان ص۳۶،۳۵)

یعنی اگر کسی قول کے چند معانی ہوں اور سوائے ایک معنیٰ کے تمام معانی تکفیر کو واجب کر دینے والے ہوں تو مفتی اور قاضی پر ضروری ہیکہ اسکے قائل کے کفر کا فتویٰ نہ دے اسلئے کہ مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیئے پھر اگر اسکی مراد وہی معنیٰ ہو جو حکم اسلام کا پہلو رکھتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر اسکی مراد وہ نہ ہو تو مفتی کا اسکے کلام کو اس معنیٰ پر محمول کرنا اسکے لئے نفع بخش نہ ہوگا۔

ان علمائے دیوبند کے کفر صریح متعین ہونے کے سلسلہ میں مجدد اعظم امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ نے اپنے رسالۂ مبارکہ تمہید ایمان میں بڑے واضح انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ "وہ ان لوگوں کی وہ کتابیں جنمیں یہ کلمات کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض دو دو بار چھپیں، مدتہا مدت سے علمائے اہلسنت نے ان کے رد چھاپے مواخذے کئے

وہ فتویٰ جسمیں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جسکی اصل مہری دستخطی اسوقت تک محفوظ ہے اور اسکے فوٹو بھی لئے گئے جنمیں سے ایک فوٹو کہ علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کیلئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانتہ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رَدّ کے شائع ہو چکا ہے ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اسکا اور مفصل رد چھپا پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتویٰ دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلسنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اسکی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعًا یقینًا صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے لوگ اسکا رد چھاپا کریں زید کو اس کی بناء پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جئے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلا شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اُسے انکار تھا یا اس کا مطلب اور تھا۔ اور ان میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں کا اور مطلب گڑھ سکتے ۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ یکجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشناموں کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں کے سرغنہ کے پاس لیگئے۔ سوالوں پر جو حالت سراسیمگی بیحد پیدا ہوئی

دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھئے مگر اس وقت بھی نہ ان تحریرات سے انکار ہو سکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہا "میں مباحثے کے واسطے نہیں آیا نہ مباحثہ چاہتا ہوں میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کر دیجئے تو وہی کہے جاؤں گا" وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جبھی ۱۵؍ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ واتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ ورسول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے۔ یہ سب بناوٹ ہے اس کا علاج کیا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ حیا دے۔ انتہی کلامہ

بجاہ نبیہ الکریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین۔

رضوان احمد نوری شریفی

۳؍ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ مطابق

۲۹؍ جون ۱۹۹۸ء بروز سوموار



دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟

از: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

نام کتاب : دار العلوم دیوبند کا بانی کون؟
مصنف : ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم
ناشر : الدار السنیہ ناگپاڑہ ممبئی
صفحات : ایک سو چھتیس (۱۳۶)
تعداد : گیارہ سو
قیمت : تیس ۳۰ روپیے

مبصر

مقبول احمد مصباحی
استاذ جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء۔ ذاکر نگر۔ نئی دہلی

زیر نظر کتاب معروف قلم کار اور ایوارڈ یافتہ نوجوان محقق ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی گراں قدر تحقیقات کا مجموعہ ہے۔ انداز نگارش سادہ، سہل اور تاریخی ہے۔ مگر ناقابلِ انکار دلائل وشواہد سے بریز اور مستند تاریخی تحقیقات ودستاویزات سے مزین ہے۔ کتاب کا موضوع ہی اتنا دلچسپ اور سنسنی خیز ہے کہ کتاب ہاتھ میں لیتے ہی قاری کی متجسس نگاہیں مصنف کی دلکش تحریروں میں گم ہو جاتی ہیں۔

گو، کتاب کا موضوع خشک تاریخی ہے جس میں انشاء پردازی، رنگین بیانی اور داستان سرائی کی گنجائش کم سے کم ہے۔ لیکن مصنف نے جس خوش مذاقی